۱ شذرات

امام شاہ ولی اللہ صاحب کا براستہ سندھ سفر حج
اور
علمائے سندھ مخدوم محمد معین ٹھٹوی وغیرہ سے علمی ملاقاتیں

ایک تازہ تاریخی انکشاف

مولانا محمد عاشق پھلتی حضرت امام ولی اللہ صاحب کے قریبی رشتہ دار ، خلیفہ مجاز، تلمیذ خاص اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے استاد تھے جو حضر و سفر میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے ساتھ رہتے تھے ۔ حال ہی میں شاہ صاحب پران کی ضخیم کتاب "القول الجلی فی ذکر آثار الولی" فارسی میں بڑے پیر پر قلمی نسخہ سے چھپ کر ہندوستان میں شائع ہوئی ہے ۔ اس سے پہلے ہم نے اس کتاب کا نام تو سنا تھا لیکن اس سے کوئی حوالہ حضرت شاہ صاحب کی سوانح پر نہ آیا تھا یہاں تک کہ علامہ عبیداللہ سندھی جن سے میں نے فلسفہ ولی اللّٰہی پڑھا تھا ۔ اور وہ برصغیر میں حضرت شاہ صاحب کے علوم پر سب سے زیادہ مہارت اور دسترس رکھتے تھے اور شاہ صاحب کے علوم وفلسفہ کی اشاعت میں ان کا بڑا دخل تھا ان سے بھی میں نے صرف اس کتاب کا نام سنا تھا اور حضرت سندھی کی طرف سے کوئی حوالہ نہ سنا تھا ۔

تقریباً تین سال ہوئے پٹنہ میں اردو مخطوطات پر ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں مجھے بھی مدعو کیا گیا تھا اور یہ اجلاس خدابخش لائبریری پٹنہ میں رکھا گیا تھا اور اس کے بعد دوسرا اور تیسرا اجلاس ہمدرد دہلی اور علی گڑھ یونیورسٹی میں ہونا تھا ۔ میں جب پٹنہ والے اجلاس میں شریک ہوا تو کاکوری ضلع لکھنو کا ایک نوجوان بھی اجلاس میں حاضر ہوا تھا ۔ جو نہایت وجیہہ ، ہوشیار اور علمی نوجوان تھا جو علی گڑھ میں ڈی ۔ فل کر رہا تھا ۔ مجھے اس وقت ان کا نام یاد نہیں ۔ انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ کاکوری میں ان کے خاندان کے ہاں مولانا محمد عاشق کی کتاب القول الجلی مکمل موجود ہیں اور وہاں ان کے خاندان کے کسی عالم نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے

اور وہ ترجمہ مولانا سعید احمد اکبرآبادی کو بھی دکھایا گیا تھا، اس صاحبزادہ صاحب کی خواہش یہ تھی کہ اس کو ہم شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد سندھ کی طرف سے شائع کریں جس کے لئے ہم تیار ہوگیا تھا۔ لیکن صاحبزادہ صاحب کا اصرار تھا کہ یہ ترجمہ بھارت میں شائع کیا جائے اور اس کے مصارف شاہ ولی اللہ اکیڈیمی برداشت کرے اس میں کچھ قانونی موشگافیاں حائل تھیں لہذا ہم شائع نہ کرسکے اور سنا ہے کہ یہ کتاب بھارت میں شائع ہو چکی ہے۔

مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ یہ کسی صورت میں مجھے مل جائے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ امریکا کی ایک مستشرقہ ڈاکٹر مارسیا ماہدہ خانم یہاں پاکستان میں علمی دورہ کے خیال سے آئی تھیں اور یہاں شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد میں بھی ان کا آنا ہوا۔ موصوفہ بڑی عالمہ تھیں اور حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفہ اور علوم سے ان کو بڑا شغف تھا۔ اور اس نے بھارت جانے کا ارادہ بھی میرے ساتھ ظاہر کیا تھا۔ میں نے اردو ترجمہ القول الجلی کے لئے ان سے گذارش کی تھی کہ بھارت سے لے کر میری طرف روانہ فرمادیں۔

اب کوئی تین دن ہوئے کہ جناب ادریس صاحب مدیر مجلہ سہرورد میکلوڈ روڈ لاہور سے ایک پارسل آیا جس میں القول الجلی اصل فارسی کا بٹر کے ذریعہ چھپا ہوا نسخہ موصول ہوا۔ جو ان کو محترمہ ڈاکٹر ماہدہ خانم نے میرے لیے بھیجا تھا۔ اس امانت کو دیکھ میری مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی اور بار بار ڈاکٹر صاحبہ کو نیک دعائیں دیتا رہا۔ اس کتاب کے پڑھنے سے شاہ صاحب کی زندگی کے کئی گوشے واضح ہوگئے ہیں۔ جو اس سے پہلے پردہ راز میں تھے۔

ہمارے صوبہ سندھ کے بارہویں صدی کے علماء کا کچھ فروعاتی اختلاف تھا اور دونوں فریق کی طرف سے علمی علمی کتابیں لکھی گئیں۔ سب سے پہلے حکیم وقت محدث دوراں مخدوم محمد معین ٹھٹوی نے حدیث اور سنت کے اتباع کے سلسلے میں دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب کتاب لکھی جو علمی دنیا میں بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے ایک مرتبہ علمائے اہل حدیث لاہور کی طرف سے یہ کتاب لیتھو پر چھپی تھی۔ ٹھٹھہ سندھ کے دوسرے بڑے فقیہ اور محدث مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی وفات ۱۱۱۵ھ جو مخدوم محمد معین صاحب کے مدمقابل تھے لیکن وہ جب کہ مخدوم محمد معین صاحب سے کچھ ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں اس لئے اکثر براہ راست سامنے آنے سے اجتناب بھی کرتے تھے اور کچھ چھوٹی رسائل رد میں بھی لکھیں مگر آگے چل کر ان کا بیٹا مخدوم عبداللطیف صاحب بڑا عالم و فاضل ہوا۔ اور اس نے اپنے والد بزرگوار مخدوم محمد ہاشم

سے تکمیل علوم کی تھی اس نے دراسات پر ذب ذبابات الدراسات نام کی ایک صدہا صفحات کی کتاب لکھی جس میں میرے فہم کے مطابق انھوں نے اپنے والد صاحب سے ہی زیادہ استفادہ کیا ہوگا۔ یہ کتاب دو جلدوں میں سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سے چھپ چکی ہے جس پر میرے محترم بھائی اور دوست مولانا عبدالرشید نعمانی نے تحقیق فرمائی ہے۔ اور دراسات بھی ان ہی فاضل کے مقدمہ اور حواشی سے سندھی ادبی بورڈ سے چھپی ہے۔

دراسات میں مخدوم محمد معین صاحب نے شاہ ولی اللہ صاحب سے بالمشافہ ملاقات کی خبر دی ہے جس میں ذب ذبابات میں یہ رد کیا گیا ہے کہ مخدوم معین سراسر جھوٹ بول رہے ہیں وہ دہلی نہیں گئے وغیرہ وغیرہ، اور وہ ٹھٹہ سے نکلے ہی نہیں۔ ہمارے اساتذہ کی یہی روایت ہے کہ مخدوم محمد معین صاحب دہلی گئے تھے، وہ اگرچہ شاہ ولی اللہ صاحب سے بیس برس بڑے تھے لیکن پھر بھی انھوں نے شاہ ولی اللہ صاحب کی حدیث میں سند عالی ہونے کی وجہ سے حدیث کی سند حاصل کی تھی اور ان دونوں کی باہمی خط وکتابت بھی ہوتی تھی، شاہ صاحب کی مشہور زمانہ تالیف تفہیمات الٰہیہ میں بھی مخدوم محمد معین ٹھٹھوی کی طرف خطوط موجود ہیں۔

بہرحال اب جو یہ کتاب "القول الجلی" چھپ کر آئی ہے اس سے عجیب انکشافات ہوئے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سندھ کے راستے دوران سفر حج خود سندھ آئے۔ نصرپور سندھ اور ٹھٹہ کے سندھی علماء اور فضلاء سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جن میں مخدوم محمد معین صاحب کا خاص طور پر نام لے کر ذکر کیا گیا ہے اور خبر دینے والا وہ عالم فاضل شخصیت ہیں جو شاہ صاحب کے سفر کے ساتھی اور خاص خلیفہ مجاز اور شاگرد ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ اس وقت یہ ناممکن ہے کہ دہلی جیسے دور دراز سے آئے ہوئے شاہ ولی اللہ صاحب کا ٹھٹہ سندھ میں ورود ہوا اور ٹھٹہ کے دوسرے اس دور کے علماء مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی وغیرہ سے ان کی ملاقات نہ ہوئی ہو اسی طرح نواح نصرپور میں آنا اور وہ بھی لاہور اور ملتان کے راستے سے تو وہی ہالا کا راستہ ہوگا اور درمیان میں بھٹ شاہ بھی پڑتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی شاہ بھٹائی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی ہوگی لیکن مورخ نے احوال میں اجمال سے کام لیا ہے اور ان کا مقصد بھی صرف علمی باتوں کا لکھنا تھا کوئی یہ کتاب سفرنامہ نہ تھی تاکہ تفصیل سے احوال دیا جائے۔

(جاری ہے)